کورس: تدریس اسلامیات ومطالعہ پاکستان (6408) سمسٹر: خزاں، 2021ء

امتحانی مشق نمبر 2

(یونٹ 5تا9)

سوال-1 مطالعہ پاکستان کے پس منظر میں کارفرما فلسفیانہ بنیادوں پر بحث کریں۔ (20)

سوال-2 ثانوی جماعت میں پڑھائے جانے والے مطالعہ پاکستان کے مضمون اوراس کی جزیات تفصیل سے بیان کریں۔ (20)

سوال-3 مطالعہ پاکستان کی تدریس میں استعمال ہونے والی مختلف تکنیکوں کو اپنی تدریس میں کیسے استعمال کرسکتے ہیں بحث کریں۔ (20)

سوال-4 مطالعہ پاکستان میں سبق کی منصوبہ بندی کے فوائد تفصیلاً لکھیں۔ (20)

سوال-5 درج ذیل عنوات پر نوٹ تحریر کریں۔ (20)

(1) موضوعی آزمائش

(2) اسلامیات میں طریقہ تدریس

(3) پاکستان اورعالمی مسائل

Downloaded From Tajassus.com

ANS 01

پاکستان کے دستور یا آئین میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ’’ریاست ناخواندگی کو ختم کرے گی اور کم سے کم ممکنہ عرصے میں مفت اور لازمی سیکنڈری تعلیم فراہم کرے گی، ٹیکنیکل اور پروفیشنل تعلیم عمومی طور پر مہیا کرے گی اور اعلیٰ تعلیم تک سب کو میرٹ پر رسائی ہوگی‘‘۔ 2010ء میں پارلیمینٹ سے پاس ہونے والی اٹھارویں ترمیم میں تعلیم کے حق (A-25) کے ضمن میں ’’ریاست 5 سال سے 16سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم طے کیے جانے والے قانون کے مطابق مہیا کرے گی‘‘۔ لازمی پرائمری تعلیم ایکٹ 1994ء کے مطابق والدین اپنے ہر بچے کو سکول میں داخل کرانے کے پابند ہیں اگر کوئی والد اپنے بچے کو سکول میں داخل کرانے کے بعد بچے سے مزدوری یا ملازمت کرواتا ہے تو دونوں صورتوں میں والد یا آجر کو جرمانے اور قید کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں لیکن اِن قوانین پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے ؟یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کیونکہ بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی، غربت وجہالت اور ناکافی تعلیمی سہولیات اِن قوانین کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹیں ہیں جنہیں دُور کئے بغیر سو فیصد خواندگی اور تعلیم کا تصور حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا ہے۔ موجودہ دور میں ثقافتی اور معاشرتی بہبود کے تعین کے لئے تعلیم و خواندگی ہی وہ واحد پیمانہ ہے جس سے ملکی ترقی و سر بلندی کو ماپنے کی ضرورت پڑتی ہے-تعلیم کی بدولت معاشی اور اقتصادی ترقی کی راہیں ہموار کرنے کے لئے مناسب منصوبہ بندی کی جاتی ہے تا کہ مستقبل کی قوم اُن متعینہ گزرگاہوں پر چل کر اپنے وسائل کے مطابق ترقی و سر بلندی سے قریب تر ہو سکے-گویا قوموں کی زندگی میں تعلیم یا علم حاصل کرنے کی ایک ناگزیر

اہمیت ہوتی ہے - علم کے ذریعے ترقی و خوشحالی کی منزلوں کو طے کرنا اگر آسان نہیں تو مشکل بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ کسی بھی ملک کی پسماندگی، غربت اور کم تر معیارِ زندگی کی بنیادی وجہ ناخواندگی کو ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ قومی تعمیر و ترقی کے عوامل یعنی زراعت، صنعت و حرفت، تجارت، سائنس و ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں خواندگی اور تعلیم ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے علوم حاصل کئے بغیر بے روز گاری، منشیات کے استعمال، ماحولیاتی آلودگی اور فرقہ واریت جیسے مسائل کو حل کرنے کی کوششوں کو کامیاب بنانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی رفتارتمام ترقیاتی اور تعلیمی منصوبوں کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ڈال سکتی ہے۔

آبادی میں تیزرفتار اضافے سے دیگر مسائل کے علاوہ تعلیمی سہولتوں کے فقدان کا مسئلہ خاصی اہمیت کا حامل ہوتا جا رہا ہے۔ آبادی میں بے پناہ اضافہ تعلیمی اداروں کے لئے ناقابلِ برداشت ہوتا جارہا ہے۔ غریب ممالک کے وسائل اتنے زیادہ نہیں ہوتے کہ وہ بڑھتی ہو ئی آبادی کے لئے مناسب تعلیمی سہولتیں فراہم کر سکیں جبکہ ایسے ممالک میں 15سال سے کم عمر بچوں کی آبادی کل آبادی کا تقریباً 40 سے46 فی صد تک ہوتی ہے۔پرائمری تعلیم کی عمر کے 3میں سے 2 بچے تقریباً 71 فیصد پرائمری سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ پاکستان میں سرکاری تعلیمی شعبے پر کئے جانے والے اخراجات بہت ہی کم ہیں۔ جی ڈی پی کا صرف 2فیصدکے لگ بھگ تعلیمی شعبے کے لئے مختص کیاجاتا ہے جو کہ بہت ہی کم ہے۔ تعلیمی اداروں کے لیے حکومتی امداد کی کمی کی وجہ سے سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے لامحالہ فیسوں میں بے تحاشا اضافہ کرنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ایک عام آدمی اپنے بچوں کو مناسب تعلیم نہیں دلوا سکتا اور اعلیٰ تعلیم کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔

اکنامک سروے آف پاکستان 2014-15 ء کے مطابق ملک بھر میں 2لاکھ 44ہزار 900 تعلیمی ادارے موجود تھے جن میں 1لاکھ 58ہزار 700پرائمری، 43 ہزار200 مڈل، 32ہزار 600 ہائی سکول تھے جبکہ 6000ہائر سیکنڈری /انٹرکالجز، 1000 ڈگری کالجز ، 3400 ٹیکنیکل اور ووکیشنل ادارے، اور 161 یونیورسٹیاں شامل تھیں۔ جن میں 3کروڑ 38لاکھ 84ہزار 8سو طالب علم اور 15لاکھ 77ہزار اساتذہ کرام تدریسی فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ 4کروڑ 34لاکھ 23ہزار 7سو طلباء میں پری پرائمری یا مسجد مکتب میں زیرِ تعلیم 95لاکھ 38ہزار 9سو طالب علم شامل نہیں -

Downloaded From Tajassus.com

پاکستان ایجوکیشن سٹیٹسٹکس 2007ء کے مطابق 2006 میں پاکستان میں کل 2لاکھ 45 ہزار 682 تعلیمی ادارے تھے جن میں 1لاکھ 64ہزار 579سرکاری اور 81ہزار 103پرائیویٹ تھے۔

نیشنل ایجوکیشن سینسس 2005کے مطابق 83.3 فیصد سرکاری سکول ، سرکاری عمارتوں میں اور 5.7فیصدبغیر کرایہ کی بلڈنگوں میں چل رہے تھے۔ جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں 43.1 فیصد کرایہ کی بلڈنگوں میں ، 42.8فیصد مالکوں کی ذاتی عمارتوں میں اور 11.6% بغیر کرایہ کی بلڈنگوں میں قائم تھے۔ کل تعلیمی اداروں کی عمارتوں میں سے 51.6 فیصد صحیح حالت میں تھیں۔ جبکہ 42.7فیصد عمارتوں کی زیادہ یا کم مرمت کروانے کی ضرورت تھی۔ 5.7فیصد عمارتیں خطرناک یا مخدوش حالت میں تھیں۔

منسٹری آف ایجوکیشن حکومت پاکستان کے فراہم کردہ اعدادو شمار کے مطابق 2008-09ء میں 96769 (60.02فیصد) سرکاری سکولوں میں جن میں 85160 (65.5فیصد) دیہاتی اور 11609 (35.8فیصد) شہری سکول تھے بجلی کی سہولت نہیں تھی۔ 54996 (34.2فیصد) سکولوں میں پینے کے صاف پانی کی سہولت نہیں تھی۔ اُن میں 52817 (40.6فیصد) دیہاتی اور 2179 (6.7فیصد) شہری سکول تھے۔ 59846 (37.2 فیصد) سکول لیٹرین جیسی بنیادی سہولت سے محروم تھے جن میں 50087 (38.5فیصد) دیہاتوں میں اور 9763 (30.1فیصد) شہروں میں تھے۔ اِس سے طلبہ اور خصوصاً طالبات کی حاجاتِ ضروریہ سے فارغ نہ ہونے کی وجہ سے اٹھائی جانے والی اذیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ سکولوں میں طالب علموں کے ڈراپ آوٹ کی یہ بھی ایک وجہ ہوسکتی ہے۔ اِسی طرح 61274 (38.1فیصد) سکولوں میں جو 52248 (40.2فیصد) دیہاتی اور 9026 (27.9فیصد) شہری تھے ،اُن کے گرد چاردیواری بھی نہیں تھی۔ سکولوں کے گرد چار دیواری نہ ہونے کی وجہ سے خدانخواستہ کسی بھی ناگہانی حادثے کی صورت میں عدم تحفظ کے احساس کا ہونا طلبہ وطالبات،والدین اور اساتذہ کرام کے لئے پریشانی ،تشویش یا خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ جیسے کہ اکتوبر 2009 میں اسلام آباد میں واقع اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی میں، دسمبر 2014میں آرمی پبلک سکول پشاور اور جنوری 2016میں باچا خان یونیورسٹی چارسدہ میں دہشت گردی سے ہونے والی شہادتوں سے ہوا۔

حکومت کی طرف سے تعلیم کے شعبے کے لئے کم رقم کی فراہمی کے علاوہ ہر سال آبادی میں تقریباً 36لاکھ(36,38,832) سے زائد افراد کا اضافہ ہونے سے نوجوانوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنا بہت مشکل ہوتا جارہا ہے۔ اگر ہم 2015 میں پاکستان کی آبادی کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ ہماری 40 ملین کے قریب آبادی) 21 فیصد(15 سے

Downloaded From Tajassus.com

24سال کی عمر کے نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ دوسرے لفظوں میں ہماری کل 19کروڑ 17لاکھ 10ہزار کی آبادی میں 4 کروڑکے قریب نوجوانوں کو تعلیم یافتہ بنانے کی ضرورت تھی۔

بڑھتے ہوئے تعلیمی اخراجات کے پیشِ نظر تعلیمی شعبے میں بہتری پیدا ہونے کے آثار بہت ہی کم ہیں اور نوجوانوں کی اکثریت مہنگی تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان ڈھنگ کی نوکریاں نہ ملنے سے پریشان حال اور سرگرداں ہیں اور اُن کے والدین بے بسی سے اپنی اولاد کی حسرتوں کا گلا گھٹتے دیکھ رہے ہیں۔

ہماری اکا نومی کے بڑھنے کی رفتار 2سے 3 فیصد سالانہ ہے جبکہ لیبر فورس یعنی کام کرنے والے گروپ کے بڑھنے کی رفتار تقریباً 6 فیصد سالانہ ہے۔لیکن کام کرنے کی عمر والی آبادی میں اکثریت پرائمری ایجوکیشن سے بھی محروم ہے۔

10سال سے اوپر کی عمر کے افراد میں شرح خواندگی 1951میں 16فیصد تھی ۔جو 2014میں 60 فیصد ہو چکا تھی۔ لیکن پھربھی صنفی فرق کو ختم نہیں کیا جا سکا اور 2014 میں 70 فیصد مرد اور 47فیصد خواتین خواندہ تھیں۔پاکستان سوشل اینڈ لیونگ سٹینڈرڈز میئیر منٹ سروے (PSLMS)۔ 2012-13 کے مطابق 34 فیصد لڑکیاں اور 22فیصد لڑکے سکولوں میں نہیں جا رہے تھے۔ 2015میں سکول جانے والے پانچ سے چودہ سال کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد 40 ملین تھی جو 2030 میں بڑھ کر 48 ملین ہو سکتی ہے۔ ان حالات میں وطنِ عزیز میں یونیورسل پرائمری ایجوکیشن کے حصول کے لئے کم ازکم 10سال اور 100 فیصد سیکنڈری سکول لیول ایجوکیشن کی انرولمنٹ کے لئے ہمیں کم ازکم 35 سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ لہذا حکومتی سطح پر فوری طور پر کم از کم 60 فیصد سیکنڈری انرولمنٹ کے لئے 2020 تک ایک فعال تعلیمی پالیسی پر عمل کرنا ہوگا۔ ایسی پالیسی جس میں مستقبل کی قوم کی ذہنی نشونما ، اخلاقی اور تہذیبی اقدار کی تشکیل، سماجی اور ثقافتی نقطہ ہائے نظر کی وضاحت کے عمل کو پائے تکمیل تک پہنچانے والے اساتذہ کرام کی ہمت افزائی اور قدرومنزلت میں اضافہ کر کے اُنھیں اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے آمادہ کیا جا سکے۔

ANS 02

مطالعہ پاکستان کا بطور مضمون آغاز بڑے جوش و خروش سے ہوا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان دولخت ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے پس منظر میں نئے پاکستان کی تعمیر کی خاطر ایسے مضمون کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو باقی پاکستان میں مرکز گریز رجحانات کی نشاندہی کرے اور ان کے پنپنے سے پہلے ہی ان

Downloaded From Tajassus.com

کا سدباب کرے قومی کرے۔ قومی یکجہتی کا غیر محسوس طور پر فروغ اور نظریہ پاکستان کی تلاش اور ترویج اس مضمون کے بنیادی نصب العین تھے اور ہیں یا ہونا چاہیں۔ ایسے میں قائداعظم یونیورسٹی میں مطالعہ پاکستان میں ایم ایس سی کا اجرا ایک نیک فال تھی۔

مطالعہ پاکستان یا پاکستانیت کا تصور علاقائی مطالعے کا بھی ہے جس میں جغرافیائی اعتبار سے کسی ایک خطہ ارضی کی تاریخ، سیاست، معیشت، سماج، لسانیات، ادب، خارجہ پالیسی، جغرافیائی خدوخال، مذہبی عقائد اور ثقافتی عوامل پر ایک ساتھ توجہ دی جاتی ہے۔ پاکستان کی مخصوص حیثیت کی وجہ سے پاکستانی قومیت کی جڑوں کی تلاش اور واضح شناخت کے ادراک کو بھی اس مضمون میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

اس مضمون کو بڑے ذوق و شوق سے ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور ڈگری سطح کی جماعتوں تک لازمی انہیں اہم مقاصد کے حصول کے لئے کیا گیا تھا لیکن افسوس ہے کہ اس مضمون کی روح کو اور اس کے ارفع نصب العین کو سمجھا ہی نہیں گیا۔ اس مضمون کی کم نصیبی یوں اور بھی بڑھی کہ مطالعہ پاکستان میں ایم ایس سی کو ایک مضمون میں تخصیصی ایم ایس سی کی بجائے کثیر المضامین کہا گیا تاکہ ایم ایس سی پاکستانیت ان کی جگہ نہ لے سکے۔ ایک اور ظلم سرکاری جامعات نے مطالعہ پاکستان پر یہ کیا کہ اپنے شعبہ تاریخ کا نام شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان رکھ دیا۔ لیکن اس کے ذیلی مضامین میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہ کی۔ بس تحریک پاکستان کی تاریخ اور پاکستان کی رواں سیاسی تاریخ پر مضامین ہی کو کافی سمجھا گیا جو پہلے ہی سے پڑھائے جا رہے تھے۔

تحریک پاکستان کے دور میں نوائے وقت نے صحافتی محاذ سنبھال رکھا تھا۔ حمید نظامی مرحوم کے بعد مجید نظامی نے پاکستان اور نظریہ پاکستان کا پرچم تھاما ہوا ہے۔ پاکستانی جامعات کے مطالعہ پاکستان کے شعبہ جات کے ساتھ نظریہ پاکستان ٹرسٹ کا اشتراک عمل بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر قائداعظم یونیورسٹی کے تحت مطالعہ پاکستان کے قومی ادارے کے ساتھ مسلسل روابط سے ٹرسٹ اور اس ادارے کے مقاصد کے حصول میں آسانی ہو گی اور مطالعہ پاکستان کے مضمون کی درست تفہیم کے ساتھ صحیح تدریس کی منزل قریب آئے گی۔

معلومات کے انبار لگانے اور معصوم ذہنوں کو اپنے تبحر علمی سے مرعوب کرنے کے بجائے ان کے ذہنوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کی سعی و کاوش کریں۔ فی زمانہ ،وقت اور زمانے کی تیز رفتاری نے پیشہ تدریس کو پہلے سے زیادہ پیچیدہ ،گنجلک اورمزید چیالنچنگ بنادیا ہے۔یہ مشکل اور صبر آزما کام وہی انجام دے سکتے ہیں جو قابل ،بلند عزائم کے حامل اور معیاری تعلیم کی فراہمی میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ مروجہ

Downloaded From Tajassus.com

تدریسی نظام میں وقت فوقتا تکنیکی و تخلیقی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں تاکہ اساتذہ اپنے کام و پیشے سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ زمانے کی رفتار کا ساتھ دے سکیں-زمانے سے ہم رکابی کے لئے ضروری ہے کہ اساتذہ اپنے طریقہ تدریس کو بہتر بنائیں،حکمت عملی ،نقطہ نظر ، طریقہ پیش قدمی کے علاوہ اپنے علم میں گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کے ساتھ تدریسی مہارتوں کومستحکم کریں اور پسندیدہ نئے تعلیمی و تخلیقی نظریات سے خود کو ہم آہنگ کریں-اساتذہ مروجہ ،مقررہ،روایتی و مقید تعلیمی نظریات پر کاربند رہنے کے بجائے اپنی تدریس میں نئے ،تعلیمی نظریات،رجحانات اور جدید طریقہ تعلیم کو رواج دیں-طلبہ کی بہتر زندگی اور ترقی کے لئے اساتذہ کو شخصی طور پر متحرک و فعال بنانے کی ضرورت ہیجو پیشہ تدریس کاسب سے اہم عنصر گردانا گیا ہے-

تدریس موثر ہدایات پر مبنی ایک ایسے سائنسی علم و فن کا نام ہے جو مسلسل ارتقا پذیرہے اور جس کی تکمیل تقریبا ناممکن ہی ہے-کیونکہ موثر تدریس کے لئے جہاں متبدل تدریسی نظریات کو سیکھنے کا عمل جاری ہے وہیں سکھانے کے لئے سیکھنے کا عمل بھی جاری و ساری ہے-تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے تدریسی سرگرمیوں کی ہر قدم پر مرحلہ واری سائنٹفیک منصوبہ بندی اور طریقہ کار پر سنجیدگی سے غورو خوص ضروری ہے-تعلیم و تدریس پر جدید تحقیقات کی روشنی میں گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں -خاص طور پر اساتذہ جو تدریس اور معلومات کی ترسیل کے اہم ستون مانے جاتے ہیں آج جدید معلومات و تدریسی سائنس سے ہم آہنگ ہوکر ’’اکتساب برائے تدریس‘تدریس برائے اکتساب (سیکھو ،سکھانے کے لئے اور سکھاؤ سیکھنے کے لئے(Learn to Teach, Teach to Learn) کے نظریہ پر عمل پیرا ہیں-درس و تدریس کو موثر و مفید بنانے کے لئے چند ایسے شعبے ہیں جس پر خاص توجہ مرکوز کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ایک ایسا نظام تعلیم تشکیل دیا جاسکے جو موجودہ نظام کو موثر ،مربوط اورمنظم بنا سکے-تدریس کا دائرہ کار نہا یت وسیع ہے جسمیں موثر تدریس کے لئے معلم کی بہتر طریقہ ہائے تدریس سے آگہی، تعلیمی منصوبہ بندی، مضمون اور سبق کی منصوبہ بندی ، منظم انداز میں منصوبے پر عمل پیرائی ،طلبہ کے رویوں اور برتاؤ میں بہتری کے لئے خاص حکمت عملی کو وضع و اختیار کرنا،طلبہ کی ترقی کی مناسب جانچ و نگرانی کے لئے تعین قدر(امتحان)کی معلومات سے آگہی،تعلیم سے وابسطہ افراد،تنظیموں اور دیگر محکموں سے روابط ،اپنے مضمون اور موضوع پر عالمانہ عبور ،پیشہ وارانہ صلاحیتوں میں اضافہ اور بہتری کے لئے سعی و جستجو وغیر ہ جیسے عناصر شامل ہیں-ایک استاد کا کام بہتر طریقے سے معلومات کی منتقلی یا ترسیل نہیں ہے بلکہ تدریس کا مقصد بچوں میں علم کے تئیں ترغیب و تحر یک پیدا کرنا،رہنمائی و رہبری کے ذریعے بچوں میں خود کار اکتساب کی

Downloaded From Tajassus.com

فضاء کو فروغ دینا ہے۔ استاد کی پیدا کردہ تحریک ترغیب و رغبت کے زیر اثر طلبہ حصول علم میں معاون تما م وسائل کا بھر پور استعمال کرتے ہیں۔اپنے علم میں معروف و غیر معروف وسائل کے ذریعے اِضافہ، گہرائی،گیرائی اور پختگی پیدا کرنے کے علاوہ،وہ زمانے کے مختلف مسائل ،الجھنوں اور چیالنجس کا کامیابی سے سامناکرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ استادتدریسی و تعلیمی عمل کا سب سے فعال عنصرہوتا ہے ۔طلبہ میں علم سے دائمی رغبت پیدا کرنے میں استاد کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔جناب اکرام خاں اپنی کتاب ’’تعلیم اور اس کے مسائل‘‘)صفحہ نمبر (66کے مطابق استاد کی شخصیت کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک بحیثیت انسان اور دوسرا بحیثیت معلم۔بحیثیت انسان استاد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تعلیمی اور سماجی ماحول سے اس طرح استفاد ہ کرکے کہ طلبہ کی پوشیدہ صلاحیتیں بھر پو ر طریقے سے اجاگر ہوجائیں۔معلم کی حیثیت سے ایک استادکوسماجی (Social)۔ اور انسان دوست مزاج کا حامل ہونا ضروری ہے۔سماجی شخصیت کا حامل اور انسان دوست استاد ماحول پر بہ آسانی اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسے اساتذہ اسکول کے ماحول اور نظام کو طلبہ کے لئے دلکش بنا دیتے ہیں۔موثر تعلیم ،درس و تدریس کو بامعنی بنانے کے لئے استاد کو کن اوصاف و خوبیوں سے متصف ہونا چاہیئے یہ گفتگو ہر زمانے میں موضوع بحث رہی ہے ۔عموما ہر استاد چند خوبیوں سے متصف ہوتا ہے ۔تدریسی تجربہ اور معلومات کی کمی کی وجہ سے جب استاد تدریسی میدان میں اترتا ہے تب اس کے قدم متزلزل ہوجاتے ہیں بلکہ اکھڑنے لگتے ہیں۔ایک اہم اور غور طلب بات یہ ہے کہ استاد کو درس و تدریس سے زیادہ دشواری تعلیم و تعلم کے لئے سازگار ماحول پید ا کرنے میں پیش آتی ہے۔ایک استاد کو علم کی معدن یعنی کے عالم(Knowledged Person)۔ ہونا ضروری ہے کیونکہ علم سے بے بہرہ استاد بھلا کیسے علم بانٹ سکے گا۔لیکن یہ بھی ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ علم کا حاصل کرنا اور دوسروں کو علم سے بہرور کرنا دو جداگانہ عمل ہیں۔جیسیکوئی بات آپ باآسانی سمجھ توجائیں گے، لیکن وہی بات دوسروں کو سمجھانے میں آپ کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ہم اپنے مسائل کو تو حل کر لیتے ہیں لیکن دوسروں کے مسائل کا کوئی حلہمارے پاس نہیں ہوتاہے۔اسی لئے ایک استاد کا صاحب علم ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ علم کو مختلف صلاحیتوں ،دلچسپیوں اور قوتوں کے حامل بچوں میں منتقلی کے فن سے بھی اس کو واقف ہونا ضروری ہوتا ہے۔دوسروں کو علم سے آراستہ کرنے ،فہم و ادراک پیدا کرنے کا فن خود کیسیکھنے اور سمجھنے کے مقابلے میں قدرے مشکل کام ہوتا ہے۔زیر نظر مضمون میں ایسی خو بیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو اپنا کر ایک استاد اچھا موثر اور کامیاب معلم بن سکتا ہے اور اپنے پیشے سے انصاف کرسکتا ہے۔

ANS 03

Downloaded From Tajassus.com

دنیا کی تعلیم یافتہ، مہذب اور ترقی یافتہ اقوام اپنے ملک کی تاریخ، جغرافیہ، سیاست و معیشت اور ادب و ثقافت پر خاص توجہ دیتی ہیں جبکہ ہمارے ہاں مطالعہ پاکستان کو ابتدائی جماعتوں سے اعلیٰ تعلیم تک اس انداز سے پڑھایا جاتا ہے کہ پاکستانیت کا واضح مفہوم تشکیل نہیں پاتا۔ جب کیریئر گائیڈنس کا مرحلہ سامنے آتا ہے تو طالب علموں کی اکثریت کو معلوم نہیں ہوتا کہ پاکستان کا مطالعہ کتنا مفید ہے۔

اس میں اختصاصی ڈگری کن عہدوں سے سرفراز کر سکتی ہے۔ اس لازمی مضمون کو ہم روایتی انداز میں پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ مشکل ہی سے ہمارا مرحلہ وارنصاب پاکستانیت کے شعور کو فروغ دینے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔تاہم کچھ خلاق ذہن اپنے ملک سے پیار کی شمع جلانے کے لیے مطالعہ پاکستان کا انتخاب کرتے ہیں،جو دراصل تاریخِ پاکستان ہے،جس کی حقیقی جدوجہد 23مارچ 1940ء کی قراردادِ پاکستان سے شروع ہوتی ہے۔

لیکن جس خطے میں پاکستان واقع ہے یہیں وادی سندھ میں دریائے سندھ کے کنارے وید لکھے جاتے ہیں اور ہندو مت کا آغاز ہوتا ہے،یہیں محمد بن قاسم کی فتح سے باب الاسلام کہلانے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی داغ بیل پڑتی ہے۔ یہ واقعات تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں، جن سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ دنیا کس طرح کام کرتی ہے، انسان کیسے برتاؤ کرتا ہے، کون سے رویے نفرت کا موجب بنتے ہیں اورجس معاشرے میں ہم رہتے ہیں وہ کس طرح ترقی یافتہ ہے۔

تاریخ کا علم ماضی کو جان کر حال کو سمجھنے ، مستقبل کی پیشگوئی کرنے اور حکمت عملی وضع کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ انسان کی اخلاقیات میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اس لیے پاکستانیت کے فروغ اور محبت میں مطالعہ پاکستان کے اہم کردار کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

کسی بھی طالب علم کے لیے ماسٹرز ڈگری اس کے کیریئر کے تعین کا مرحلہ ہوتا ہےجب وہ مکمل توانائیاں کسی ایک موضوع پر دے کر اس میں دسترس و مہارت حاصل کرتا ہے۔ مطالعہ پاکستان کے ماسٹرز ڈگری پروگرام میں پاکستان کا آئینی نظام، معاشی اشاریے اور ثقافتی ورثہ شامل ہیں۔

اس کی توجہ ملک میں معاشرتی تبدیلی کے نمونوں کے تجزیے اور معاصر عالمی منظرنامے میں پاکستان کے دوسری ریاستوں کے ساتھ علاقائی اور عالمی باہمی روابط پرہوتی ہے۔ نصاب کے اجزائے ترکیبی پاکستانی ثقافت، آبادیات، جغرافیہ، تاریخ اور سیاست پر مشتمل ہیں۔

اس پر ملک اور بیرون ملک وسیع پیمانے پر تحقیق کی جارہی ہے۔ پاکستان میں متعدد یونیورسٹیوں میں اس کے لئے مختص شعبے اور تحقیقی مراکز موجود ہیں جبکہ بہت سے آزاد

Downloaded From Tajassus.com

تحقیقی ادارے مطالعہ پاکستان میں کثیر الشعبہ تحقیق کررہےہیں۔ یہاں متعدد بین الاقوامی تنظیمیں بھی ہیں جوپاکستانیت پر باہمی تعاون کے ساتھ تدریس، تحقیق اور تبادلے کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

مطالعہ پاکستان میں ماسٹرز ڈگری کے لیے آپ کو تحقیقی اور محققانہ ذہن درکار ہے،جس کے تحت آپ ماسٹرز کرتے ہوئے اہم مضامین کو ماہر پاکستانیات کی حیثیت سے دیکھ سکتے ہیں اور اس سلسلے کو بڑھاتے ہوئے مطالعہ پاکستان میں پی ایچ ڈی کی سند بھی پاسکتے ہیں،جس کی بین الاقوامی تعلقات پر مبنی دنیا میں اہمیت و وقعت سے سرِ مو انحراف نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے اور پاکستان سے محبت کے معنی کیا ہیں؟ ان تمام سوالات کے جوابات آپ کو ماسٹرز ڈگری میں شامل مضامین کے بصیرت افروز مطالعے سے مل جائیں گے،جن میں پاکستان کی سیاسی معیشت، پاکستانی زبانیں اور ادب، پاکستانی سوسائٹی اور ثقافت، پاکستان کی خارجہ پالیسی، نظریہ پاکستان، تحریک آزادی، پاکستان میں حکومت اور سیاست، پاکستان کا ثقافتی ورثہ، پاکستان میں معاشرتی تبدیلی اور ترقی، پاکستان میں لوکل سیلف گورنمنٹ، پاکستان کی سیاست میں سول اور ملٹری بیورو کریسی، جغرافیہ اور ڈیموگرافک پروفائل آف پاکستان، مادری و پاکستانی زبانوں میں مہارت، پاکستان میں ماس میڈیا اور مواصلات، سیاسی جماعتیں، پریشر گروپس اور عوامی رائے، تحریک آزادی کے خصوصی حوالے کے ساتھ مسلم قوم پرستی، پاکستان میں سیاسی اور آئینی ترقی 1947ء سے تاحال جیسے ہمہ گیر موضوعات شامل ہیں،جن کے مطالعے سے آپ پاکستان کے نبض شناس بن سکتے ہیں۔

پاکستان اسٹڈیز میں ماسٹرز کی اہلیت کی بات کی جائے تو امیدوار کی 14سال تعلیم ہونی چاہئے یعنی اس کے پاس تسلیم شدہ کالج یا یونیورسٹی سے گریجویٹ ڈگری ہونی چاہئے۔ معاشرتی سائنس میں پس منظر ایک پلس پوائنٹ ہوتا ہے لیکن یہ ضروری خصوصیت نہیں۔ غیر ملکی طلبا اپنی درخواستیں وزارت تعلیم، حکومت پاکستان کے ذریعے بھیج سکتے ہیں۔

پاکستان، جنوبی ایشیا کے اہم ترین ممالک میں شامل ہے،جس کے بارے میں معلومات نہ صرف آپ کو ٹیچر،لیکچرر،ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کی محفوظ ملازمت دلا سکتی ہے بلکہ پاکستانی امور کے ماہر بن کر آپ وزارتِ خارجہ میں بھی اہم ملازمت پا سکتے ہیں۔

اگر آپ پاکستان کے بارے میں جانتے ہیں تو پاکستان کے جملہ امور کے ماہر اور تھنک ٹینک بن کر ملک کو اپنے دانش مندانہ تجزیوں سے سیاسی و معاشی اور دفاعی طور پر مضبوط بنا سکتے ہیں۔

ANS 04

Downloaded From Tajassus.com

چاہے آپ اپنے تدریس کی سند پر کام کر رہے ہیں یا کسی ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے جائزہ لیا جا رہے ہیں، آپ اکثر اپنے تدریس کیریئر کے دوران ایک سبق کا منصوبہ لکھتے ہیں. بہت سے اساتذہ کلاس روم کے تجربے کو منظم کرنے کے لئے مفید اوزار حاصل کرنے کے لئے مفید اوزار حاصل کرنے کے لئے سبق حاصل کرتی ہیں (جو نگرانیوں کی طرف سے منظوری دینے کے لئے اکثر مفصل تدریس کی منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے) ٹریک اور یقینی بنائیں کہ ہر سبق کے لئے سیکھنے کا ماحول ہمیشہ مؤثر اور مکمل ہے.

اس بات کا کوئی فرق نہیں کہ آپ کے تجربے کی سطح یا سبق کی ضرورت کی وجہ سے کیا ضرورت ہے، جب آپ کو پیدا کرنے کا وقت آتا ہے، اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہ ایک مضبوط، مؤثر سبق کی منصوبہ بندی کے آٹھ لازمی اجزاء اور آپ ہر ایک کو حاصل کرنے کے لئے آپ کے راستے پر رہیں گے. استاد کا مقصد: پیمائش کے طالب علم کی تعلیم. اور، مضبوط سبق کی منصوبہ بندی آپ کو مستقبل کے طبقات کے لئے سبق آسانی سے اپ ڈیٹ کرنے میں مدد دے گی، آپ کو ہر سال پہچاننے کے بغیر بغیر سال سے سال سے متعلقہ مدد کرنے میں مدد ملے گی.

یہاں آپ کو آپ کے سبق کی منصوبہ بندی میں شامل ہونے کے لئے آٹھ ضروری اقدامات ملے گی. وہ مقصد اور اہداف ہیں، متوقع سیٹ، براہ راست ہدایات، ہدایت کی مشق، بندش، آزاد مشق، ضروری مواد اور سامان، تشخیص اور تعقیب. ان آٹھ اجزاء میں سے ہر ایک ایک بہترین سبق کا منصوبہ بنائے گا. یہاں آپ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں تھوڑا سا سیکھ سکیں گے اور آپ ہر سیکشن کو اپنے سبق میں کیسے لاگو کرسکتے ہیں.

01 کے 08

مقاصد اور مقاصد

سبق کے مقاصد کو واضح طور پر بیان کیا جاسکتا ہے اور ضلع اور / یا ریاست تعلیمی معیار کے مطابق. مقاصد اور مقاصد کو ترتیب دینے کا مقصد یہ بھی یقینی بنانا ہے کہ آپ جانیں کہ آپ سبق کے اندر کیا کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں. یہ آپ کو اس بات کا تعین میں مدد ملتی ہے کہ طلباء کو سبق سے دور کیا جانا چاہئے، اور آپ کو اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ وہ ہاتھ میں ہاتھ حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کریں. مزید »

02 کے 08

متوقع سیٹ

آپ اپنے سبق کی ہدایات کے گوشت میں کھونے سے پہلے، اپنے طالب علموں کو ان کے پہلے علم میں ٹپ کرکے اور مقاصد کو ایک سیاق و سباق دینے کی طرف سے اس مرحلے کا تعین

Downloaded From Tajassus.com

کرنا ضروری ہے. متوقع سیٹ سیکشن میں، آپ سبق کا براہ راست ہدایات شروع ہونے سے قبل آپ اپنے طالب علموں کو کیا کہتے ہیں اور / یا پیش کرتے ہیں. یہ ایک اچھا طریقہ ہے کہ آپ اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ آپ مواد متعارف کرانے کے لئے تیار ہو اور ایسا ہی کر سکتے ہیں کہ آپ کے طالب علم آسانی سے متعلق ہوں گے. مزید »

03 کے 08

براہ راست ہدایات

جب آپ کے سبق کی منصوبہ بندی لکھتے ہیں، تو یہ ایسا حصہ ہے جہاں آپ واضح طور پر یہ بتاتے ہیں کہ آپ اپنے طالب علموں کو سبق کے بارے میں کیسے پیش کریں گے. براہ راست ہدایات کے آپ کے طریقوں میں ایک کتاب پڑھنا، ڈایاگرام کی نمائش، موضوع کے اصل زندگی کی مثالیں دکھا رہا ہے، یا props کے استعمال میں شامل ہوسکتا ہے. آپ کی کلاس کے اندر مختلف سیکھنے والی شیلیوں کو غور کرنے کے لئے ضروری ہے، اور اس بات کا تعین کریں کہ تدریس کے طریقوں کو بہترین گونج مل جائے گا. بعض اوقات، تخلیقی صلاحیتوں کو طالب علموں میں شامل کرنے اور انہیں مواد کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے. مزید »

04 کی 08

ہدایت کی مشق

لفظی طور پر، یہ وہی وقت ہے جہاں آپ ان لوگوں کی نگرانی اور ہدایت کرتے ہیں جنہوں نے ابھی تک سیکھا ہے. آپ کے نگرانی کے تحت، طالب علموں کو آپ کو براہ راست ہدایات کے ذریعے سکھایا مہارتوں پر عمل کرنے اور لاگو کرنے کا ایک موقع دیا جاتا ہے. ہدایت کی مشق کی سرگرمیاں کسی فرد یا کوآپریٹو سیکھنے کے طور پر بیان کی جاسکتی ہیں. مزید »

05 کے 08

بندش

بندش سیکشن میں، آپ کے طالب علموں کے لئے مزید معنوں کو مزید معنی دینے کی طرف سے آپ سبق کو لپیٹ کریں گے. بند ہونے کا وقت یہ ہے کہ آپ سبق سبق لینا چاہتے ہیں اور طلباء کو ان کے دماغ میں بصیرت سیاق و سباق میں معلومات کو منظم کرنے میں مدد کریں. مزید »

06 کے 08

آزادانہ عمل

ہوم ورک کی تفویض یا دیگر آزاد تفویض کے ذریعہ، آپ کے طالب علموں کو یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ سبق کے سیکھنے کے مقاصد کو جذب کرسکتے ہیں یا نہیں. آزادانہ پریکٹس کے دوران،

Downloaded From Tajassus.com

طالب علموں کو اس کی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کا موقع ملے گا اور اپنے نئے علم کو اپنے اپنے کام کو مکمل کرکے استاد کی طرف سے رہنمائی مزید »

07 سے 08

ضروری سامان اور سامان

یہاں، آپ اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ آپ کے طلبا نے مطلوبہ الفاظ کی منصوبہ بندی کے مقاصد کو حاصل کرنے میں کونسا سامان فراہم کرنے کی ضرورت ہے. مطلوبہ مادی سیکشن براہ راست طالب علموں کو پیش نہیں کیا جائے گا، بلکہ اساتذہ کے اپنے ریفرنس کے لئے اور سبق شروع کرنے سے پہلے ایک چیک لسٹ کے طور پر لکھا جاتا ہے. یہ آپ کی ذاتی تیاری ہے.

08 کے 08

تشخیص اور تعاقب

آپ کے طالب علموں کو ایک ورق مکمل کرنے کے بعد اختتام نہیں ہوتا. تشخیص کا حصہ سب سے اہم حصوں میں سے ایک ہے. یہی ہے کہ آپ سبق کا حتمی نتیجہ کا جائزہ لیں اور اس حد تک سیکھنے کے مقاصد حاصل کیے جائیں.

ANS 05

1

اکتسابی آزمائش سے مراد وہ سوالیہ پرچہ ہے جوکسی مقررہ دن ایک معیّنہ امتحان گاہ میں طالب علموں کے حوالے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اسے محدود اوقات(عموماً دو یاتین گھنٹے) میں اس کے ساتھ فراہم کی گئی امتحانی جوابی کاپی پر تحریر ی طور پرحل کر یں، امتحانی تجربہ گاہ میں عملی طورپر کرکے دکھا ئیں اورنتائج لکھیں- ڈاکٹر عبدالرشید آزادکے بقول پیمائش میں آزمائش صرف ایک سوالیہ پرچہ ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ایک باقاعدہ منظم طریقہ کار ہے جس میں کسی فرد کی کسی بھی مضمون میں کارکردگی ایک مجوزہ معیار کے ساتھ موازنہ کرکے متعین کی جاتی ہے- [۱] اپنی ساخت اور طریقہ کار کے لحاظ سے آزمائش تین طرح کی ہوسکتی ہے یعنی تحریری آزمائش،عملی آزمائش اور زبانی آزمائش- تحریری آزمائش مزید دو طرح کی ہوتی ہے:انشائیہ طرز آزمائش اور معروضی طرزآزمائش-انشائیہ طرز آزمائش تفصیلی جوابات کے حامل چند سوالات پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ معروضی طرز آزمائش میں مختصر جوابات کے حامل سوالات، خالی جگہ کے فقرات، غلط درست فقرات، کثیرالانتخاب فقرات اور دوکالموں پر مشتمل ادھورے فقرات شامل ہوتے ہیں-دونوں طرز کی آزمائشوں کی خوبیاں اور خامیاں واضح اور متعین ہیں جنھیں ایک دوسرے پر مکمل فوقیت نہیں دی جاسکتی- اپنے دائرہ کار کے لحاظ سے اردو زبان کی اکتسابی آزمائشیں دوطرح کی ہوسکتی ہیںیعنی

Downloaded From Tajassus.com

اردو معلّم کی تیارکردہ آزمائشیں اور معیاری آزمائشیں-[۲]پہلی قسم کی آزمائشیں ہر سکول میں اردواستاد خود تیارکرتا ہے اوران کادائرہ عمل اس کی اپنی جماعت یا اُسی درجے کی سکول کی دیگر جماعتوں کے بچوں کی لسانی جانچ تک محدودہوتاہے جبکہ معیاری آزمائشیں مخصوص اداروں کے ماہرین ہی تیار کرتے ہیں اور ان کا دائرہ عمل ایک ضلع، ایک ڈویژن، ایک صوبہ یا پورا ملک ہو سکتاہے۔

لسانی اکتسابی آزمائشوں کے جہاں بہت سے فائدے ہیں وہاں ان کے کچھ نقصانات بھی ہیں مثلاً معلّم ومتعلّم بالعموم ان نصابی اجزاکوبہت اہم اورضروری خیال کرتے ہیں جو اکثر بیشتر لسانی آزمائشوں میں شامل ہوتے ہیں جبکہ دیگر نصابی مشمولات کو غیرضروری یاکم اہم سمجھ کر بالعموم نظر انداز کردیا جاتا ہے-اردو معلّم کی تدریسی حکمتِ عملی (Policy)صرف لسانی آزمائشوں کے تابع ہوکر رہ جاتی ہے -دوسری طرف سکول سطح کے طالب علموں میں تجریدیت کی صلاحیت بالعموم پیدانہیں ہوپاتی جوکہ لسانی نشوونما کے لیے بنیادی حیثیت کی حامل ہوتی ہے-علاوہ ازیں تدریس اردو کی کئی خصوصی مہارتیں لسانی آزمائشوں میں شامل ہونے سے رہ جاتی ہیں -لسانی آزمائشوں کے محدود طرز عمل کی بدولت لسانی نقطہ نظر سے بچوں کی ذہنی اور معاشرتی نشو ونما بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے-[۳]اس کا مطلب ہے کہ اکتسابی آزمائشیں لسانی پیمائش کے عمل میں صرف ایک جزو کی حیثیت رکھتی ہیں اور تدریس اردو کے جامع جائزے کے لیے ان پر صرف جزوی طورپرہی انحصار کیا جا سکتا ہے کلی طورپر نہیں-

امتحان ایک ایسانظام ہے جس میں نصابی اجزا کی روشنی میں سوالیہ پرچہ جات(آزمائشوں) کی تیاری، آزمائش گاہ کا تعیّن، نگران عملے کا تقرر، آزمائش گاہ میں طالب علموں کوسوالیہ پرچے سمیت جوابی کاپیوں کی فراہمی اورمقررہ وقفے میں ان سے جوابی کاپیوں پر سوالیہ پرچہ حل کراناوغیرہ شامل ہے -امتحان کا تعلق کسی درجے میں پڑھائے جانے والے تمام درسی مضامین سے ہوتا ہے-کسی فرد کی تعلیمی کارکردگی کو ایک معیاری اکائی یا پیمانے کے مطابق اعداد کی صورت میں ظاہر کرنے کا عمل تعلیمی پیمائش کہلاتاہے-[۴]اسی طرح کسی فرد کی کسی خاص زبان کی لسانی مہارتوں میں کارکردگی کو کسی معیاری پیمانے کے مطابق عددی لحاظ سے ظاہرکرنے کو لسانی پیمائش کہا جاسکتا ہے- پیمائش ایک سائنسی اصطلاح ہے جس کا لفظی مطلب ''ماپنا'' یا ''ناپنا'' ہوتاہے - تعلیمی پیمائش میں ہر قسم کی زبانی ، عملی اور تحریری آزمائشیں(امتحانی پرچہ جات) پیمائشی آلات کے طورپر استعمال ہوتے ہیں- [۵]تدریس اردو کے اکتسابی جائزے کے پیمائشی آلات(لسانی آزمائشوں)کے لیے ضروری ہے کہ ان میں موزونیت، اعتمادیت اور عملیت جیسی خوبیوں موجود ہوں -موزونیت یہ

Downloaded From Tajassus.com

ہے کہ وہ اردوزبان کی کسی ایک مخصوص مہارت یاتمام مہارتوں کی پیمائش میں واقعی مدد گار اور مفید ثابت ہوں۔ اعتمادیت یہ ہے کہ لسانی آزمائش کے نتائج میں معروضیت اور داخلی مطابقت پائی جائے۔عملیت یہ ہے کہ وہ تعلیمی ادارے کے مالی وسائل کے مطابق قابل عمل ہوں نیز تربیت یافتہ اردو معلّم اورتدریسی نظام الاوقات میں اس کے لیے وقت کی گنجائش ہو۔ [۶]اردوزبان کی تعلیمی پیمائش میں زبانی آزمائشوں کی صورت میں بچوں کی اردوبول چال کامشاہدہ کرکے اکتسابی نتائج مرتب کیے جاسکتے ہیں جبکہ تحریری آزمائشوں کی صورت میں حل شدہ جوابی کاپیوں کی جانچ (Marking)کرکے لسانی نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں اور انہی کی بنا پر عددی لحاظ سے طالب علم کی اردو زبان کی آموزش کی کارکردگی متعین کی جاتی ہے ۔تعلیمی پیمائش کا تصوّربہت محدود ہے اور اس کا تعلق صرف ایک ہی نصابی مضمون سے ہوتاہے ۔ اردو زبان کے تناظرمیں تعلیمی پیمائش سے مرادموادِ مضمون کے کسی ایک مخصوص لسانی پہلو، خصوصی لسانی مہارت یا قابلیت سے ہو سکتا ہے [۷] عموماً اردو کی تعلیمی پیمائش کا تعلق زیادہ تر لکھنے کی مہارتوں سے وابستہ کرلیا جاتا ہے اور دیگر لسانی مہارتیں مثلاً سننا، بولنااور پڑھنا وغیرہ عموماً نظر انداز ہو جاتی ہیں ۔ گویا تعلیمی پیمائش کے ذریعے تمام لسانی مہارتوں کی تحصیل کا بیک وقت احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اکتسابی جائزہ ایک جامع تعلیمی اصطلاح ہے جوتعلیمی پیمائش کے مقابلے میں زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ تعلیمی نظام میں جائزے سے مراد اکتسابی کام کی جانچ کرنا، پرکھنا اوراسے ایک طے شدہ معیار کی کسوٹی پرلانا ہے تاکہ ''تعلّم ''کی سطح معلوم ہو سکے۔ [۸] تدریس اردو کا اکتسابی جائزہ ہرطالب علم کی اردو زبان کی چاروں لسانی مہارتوں میں کارکردگی اور لسانی رویے پر مشتمل ہوسکتا ہے۔تعلیمی آزمائش، امتحان اور تعلیمی پیمائش وغیرہ اکتسابی جائزے کے وہ بنیادی مراحل ہیں جن کی تکمیل پر تدریس اردو کے تعلّم کا تجزیہ ممکن ہوسکتا ہے لیکن یہ مراحل حتمی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ان کے علاوہ بھی کئی دیگر تعلیمی سرگرمیاں ہیں جن کی بنیاد پر جامع اکتسابی جائزہ لیا جا تا ہے۔بقول ڈاکٹر عبدالرشید آزاد کسی طالب علم کے تدریسی جائزے میں اکتسابی آزمائشوں کے نتائج کوبہت زیادہ اہمیت نہیں دی جانی چاہیے بلکہ ا ن نتائج کا تجزیہ وتشریح دیگر معلومات کی روشنی میں ہونا چاہیے۔[۹] گویا اکتسابی جائزے میں رسمی لسانی آزمائشوں کے علاوہ سکول کی حدود میں منعقد ہونے والی ہم نصابی سرگرمیاں اور کمرہ جماعت میں سرانجام پانے والی غیر رسمی آزمائشوں کے نتائج نیز مختلف لسانی مہارتوں کی تدریس کے دوران طالب علموں کے انفرادی لسانی روّیوں کے بارے میں اردومعلّم کے ذاتی مشاہدات بھی شامل ہوتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ رسمی آزمائشوں کے نتائج کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کا لسانی واقعاتی ریکارڈ مرتب کرنابھی

Downloaded From Tajassus.com

ضروری ہوتا ہے تاکہ ایک جامع لسانی جائزہ لیا جاسکے۔ معین الدّین کا کہنا ہے کہ جائزہ ایک مسلسل عمل ہے جس کی بدولت استادطالب علموں کے کمزور تعلیمی پہلوؤں اور کوتاہیوں کی شناخت کرتا ہے،ان کمزوریوں کو دور کرنے کے طریقے ڈھونڈتا ہے اورکسی مضمون کے مروّجہ نصاب کی تدریسی افادیت کا اندازہ کرتا ہے۔

2

جدید طریقہ تدریس جو آج بی-ایڈ ، ایم-ایڈ ، ایم-اے ایجوکیشن اور پی ایچ ڈی یا ڈی-ٹی وغیرہ سے معروف ہے اگرچہ دور جدید کا انوکھا فن اور اہم کارنامہ مانا جاتا ہے مگر سیرت نبوی کا مطالعہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اسکا ماخذ و منبع رہبر اور معلم انسانیت کا پیش کردہ وہ بیش قیمت تحفہ ہے جو چودہ صدی قبل ہمیں شریعت اسلامی یعنی کتاب و سنت کی شکل میں عطا کیا گیا تھا۔

چنانچہ بعثت سے لے کر ختم نبوت تک 23 سالہ ایام پر محیط سیرت طیبہ کا مطالعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ تدریس کا جو عملی نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش کیا وہ ایک چراغ جاوداں ہے جس کی لو اور تمتماہٹ تا قیامت لوگوں کو روشنی فراہم کرتی رہے گی اور جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکال کر علم کی شمع روشن کرتی رہے گی جس کی روشنی میں انسان رہتی دنیا تک اپنا رخت سفر طے کرے گا۔

نبی عرب و عجم کی حیات مبارکہ فرمان الٰہی " اقرأ" سے لے کر " الیوم اکملت لکم دینکم " کی عملی تفسیر ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذات خود اپنے حبیب کی تربیت کی اور نبی امی کو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ کیا جس کی توثیق احادیث مبارکہ " أدبنی ربی فأحسن تأديبی "[1] اور "انما بعثت معلما "[2] سے ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں قرآن وحدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت معلم مبعوث کئے جانے کا ذکر موجود ہے۔ اللہ تعالی کا ارشا د ہے :

’’هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ‘‘ (الجمعة 2).

ترجمہ : وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہیں میں سے بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے یقینا یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اور معاویہ بن الحَکم السُلمی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ’’ میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ۔مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر معلم نہیں ملا‘‘[3]

Downloaded From Tajassus.com

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس ذمہ دای کے بارے میں خبر ان الفاظ میں دی ہے’’یقینا اللہ نے مجھے لوگوں کو جھڑکنے کے لئے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے لوگوں کے لئے آسانی پیداکرنے والا معلم بناکر بھیجا ہے‘‘[4]

مندرجہ بالا آیات و احادیث یہ توضیح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو طریقہ تدریس سے آشنائی بخشی جسے آپ نے عمل کے پیکر میں ڈھال کر اہل عالم کو انمول اور سنہری طریقہ تدریس اور اس کے اصولوں سے متعارف کرایا۔

آج جب کہ انسان روز بروز نت نئی چیزیں اور انوکھے طریقے ایجاد کرنے میں لگا ہوا ہے اور ہر ایک کا موجد خود کو مان رہا ہے بالکل اسی طرح دنیا میں تعلیمی میدان میں بھی بہت سے فلاسفر منظر عام پر آئے اور تدریس کے معیاری اصولوں سے روشناس کرایا اور اس کا کریڈٹ اپنے سر لے گئے ۔ چنانچہ کہیں ایڈیسن کو فادر آف ایجوکیشن کہا جاتا ہے تو کہیں ارسطو اور افلاطون کو رہنمائے تعلیم کے خطاب سے نوازا جاتا ہے جو دراصل انہی اسلامی اصولوں پر گہری نظر رکھتے ہوئے اسلامی طریقت کو اپنانے میں پیش پیش رہے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان فلاسفروں نے تدریس و تعلیم کے میدان میں کوئی نیا کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انہوں نے تعلیمی و تدریسی فکر و فلسفہ کا ایسا بے نظیر تحفہ اقوام عالم کو پیش کیا جس کے قیمتی جوہر نے انسان کی تعلیم و تدریس کی ترقی کو چار چاند لگا دئیے۔ مگر اس کے باوجود دور جدید کے طریقہ تدریس اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تدریس کے اعلی و سنہرے اصول کا تقابلی مطالعہ کرنے والا قاری مبہوت و ساکت رہ جاتا ہے اور تدریس کا پہلا اور نایاب باب کھولنے والی شخصیت سے بے توجہی پر دم بخود رہ جاتا ہے اور اپنے ضمیر سے یہ سوال کرنے لگتا ہے کہ اس عظیم ہستی کو موجد تدریس اور معلم اعلی تسلیم کرنے کے بجائے دنیوی فلاسفروں اور رہنماؤں کو اس کا بانی مان لینا کیا انصاف کے منافی نہیں ؟ شریعت اسلامی سے روگردانی نہیں؟

چنانچہ اسی سوال نے میرے ضمیر کو جھنجھوڑا اور ایک تسلیم شدہ حقیقت کو رقم کرنے پر مجبور کیا تاکہ امت مسلمہ جو آج غیروں کی اندھا دھند تقلید میں حیراں و سرگرداں ہے ، صحیح اور سچی حقیقت کی روشنی میں سانس لینا سیکھے اور پھر دنیا کو یہ باور کراسکے کہ جدید دور کی ایجادات و اختراعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا عطا کردہ خوبصورت ثمرہ ہیں۔

جدید طریقہ تدریس جو متعدد اصولوں مثلاً Demonstration , Symbol, Teaching Aid , Questionnaire , Psychology, Lesson plan , اور Philosophy وغیرہ پر منحصر ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز تدریس کے بالکل مشابہ ہے کیونکہ یہ تمام خوبیاں آپ

Downloaded From Tajassus.com

کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ چنانچہ Demonstration کو تدریس میں خاص اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ یہ Practice یعنی عمل کا ذخیرہ پیش کرتا ہے تاکہ بتائی جانے والی بات بآسانی ذہن نشین ہو سکے۔ لہذا حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ یہ دریچے وا کرتا ہے کہ آپ نے اپنی پوری زندگی کو عمل سے عبارت کرکے Demonstration کا وہ بہترین نمونہ پیش کیا کہ قرآن بھی اس کی گواہی دیئے بنا نہ رہ سکا۔ ارشاد ربانی ہے " لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ "(سورہ الاحزاب : 21)۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج نیز زندگی کے تمام مسائل کو بیان کرنے سے پہلے خود اس پر عمل کرکے اس کی عملی تفسیر پیش کی تاکہ امت مسلمہ اسے بآسانی ذہن نشین کرسکے اور اپنے مسائل کو بطریق احسن انجام دینے کے قابل ہو سکے۔ آپ کے عمل کی تصدیق اس حدیث شریف سے ہوتی ہے " صلوا کما رأیتمونی اصلی " ۔ [5](۔ نماز اس طرح سے پڑھو جیسا تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو)۔

یہ حدیث پاک یہ واضح کرتی ہے کہ آپ نے نماز اور دیگر فرائض و احکام کا وہ عمدہ demo پیش کیا کہ آج تک عام انسان پیش کرنے سے قاصر ہے اس لئے کہ آج کا انسان دوہری پالیسی کا شکار ہے مگر آپ کی ذات قول و فعل میں تضاد سے پاک تھی۔ آپ کا قول آپ کا فعل اور فعل آپ کا قول تھا چنانچہ آپ نے نماز کا حکم دینے سے پہلے خود نماز پڑھ کر دکھائی۔ روزہ کی فرضیت بتانے سے قبل بھوک و پیاس کی شدت برداشت کی ، حج کا حکم دینے سے پہلے سفر و حج کی صعوبتیں جھیلیں اور جہاد کا جوش دلانے سے پہلے خود میدان جہاد میں اترے۔ علاوہ ازیں زندگی کے تمام مسائل مثلاً نکاح و طلاق ، بیع و شراء، اور قیام و طعام غرضیکہ پوری حیات مستعار جو تعلیم و تعلم سے پر ہے ، اپنی عملی زندگی کو اعلی demo کے طور پر پیش کرکے انسانیت کو تعلیم و تدریس کے سربستہ رازوں سے بہرہ ور کیا۔

اسی طرح سے symbol کو آج جدید طریقہ تدریس میں مرکزی اہمیت حاصل ہے جسے معلم بطور مثال طالب علم کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ تمام باتیں بآسانی ذہن نشین ہو سکیں۔ اس طریقے کو مزید مؤثر بنانے کے لیے معلم کچھ تصوراتی نقشے یا رموز کا استعمال کرتا ہے تاکہ ذیلی نکات کی وضاحت ہو سکے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اعلی مثال پیش کرکے امت کو عظیم خزانے سے مالامال کیا۔ اس ضمن میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ایک حدیث مشہور ہے :

’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا : یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں اور بائیں جانب لکیریں کھینچیں پھر فرمایا: یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان بلارہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی ایک آیت

Downloaded From Tajassus.com

تلاوت فرمائی و" أن هذا صراطی مستقيماً فـاتبعوه . ولا تتبعـوا السـبل فتفـرق بكم عن سـبيله "(الانعام : 153) جس کا ترجمہ یہ ہے ‘‘اور یقینا یہ میری راہ ہے جو سیدھی ہے تم اس پر چلو اور دوسروں کی راہوں پر مت چلو وہ تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکا دینگے‘‘۔[6]

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو باخبر کیا کہ راہ حق ایک ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ ضلالت وگمراہی کے بے شمار راستے ہیں اور وہ شیطانی راہیں ہیں ۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکیروں کا استعمال کیا۔

امام طیبی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانےاور ذہن نشین کروانے کے لئے لکیریں کھینچیں کیونکہ مخفی معانی کو بیان کرنے اور پوشیدہ رموز کی توضیح کی غرض سے تصویر وتمثیل استعمال کی جاتی ہے تاکہ وہ مرئی اور محسوس چیزوں کی طرح آشکار ہوجائیں اور بات سمجھنے میں انسانی عقل کی مدد کریں ۔ [7]

اسی طرح تحقیقاتی مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جدید طریقہ تدریس میں Teaching Aid اور Lesson plan کو کلیدی اہمیت حاصل ہے کیونکہ بغیر منصوبہ بندی کے معلم ایک دلچسپ اور خوشگوار ماحول بنانے میں ناکامی سے دوچار ہوتا ہے جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیمی ترقی جمود کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں جان ڈیوی فرماتے ہیں :" استاد ایک منتظم ہوتا ہے جو پہلے تدریسی و اکتسابی سرگرمیوں کو ترتیب دیتا ہے اور پھر کمرہ جماعت میں ترتیب وار ان سرگرمیوں پر عمل پیرا ہوتا ہے۔" [8]

3

مسلم تناسب

اس جدول میں صرف وہ مسلم ممالک شامل کئے گئے ہیں جن میں کل آبادی میں مسلمانوں کا تناسب 50 فیصد یا اس سے زائد ہے۔ ان ممالک میں صرف دو ملک ایسے ہیں جن کی آبادی 100% صرف مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ دو ملک سعودی عرب اور مالدیپ ہیں۔ خیال رہے کہ اس تناسب میں صرف ان لوگوں کو شامل کیا گیا ہے جو اس ملک کے شہری ہیں۔ نقل مکانی کرنے والے محنت کشوں کو اس تعداد میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس طرز عمل کی بنیادی وجہ غیر ملکی محنت کشوں کے بارے میں سرکاری اعداد و شمار کا فقدان ہے۔

- مسلم فرقہ

مسلم ممالک میں زیادہ تر سنی مسلم ہیں۔ شیعہ ملکوں کی تعداد صرف تین ہے۔ یعنی ایران ، آذر بائیجان اور بحرین۔ اتفاق سے یہ تینوں ممالک جغرافیائی قربت کے حامل بھی ہیں۔ جبکہ سنی ممالک عالم اسلام میں ہر بر اعظم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض ممالک ایسے بھی ہیں جن میں سنی اور شیعہ آبادی مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ ان ممالک میں پاکستان ، ترکی،

Downloaded From Tajassus.com

عراق اور یمن شامل ہیں۔

- غالب فقہ

عام تاثر یہ ہے کہ سنی مسلم ممالک میں حنفی فقہ غالب فقہ ہے۔ لیکن اگر اعداد وشمار پر انحصار اور اعتماد کیا جائے تو مالکی فقہ کا اتباع سب سے زیادہ ممالک میں پایا جاتا ہے (18) اس کے بعد حنفی فقہ کا نمبر آتا ہے۔ اس کا ایک شماریاتی سبب بھی ہوسکتا ہے۔ مالکی فقہ عام طور پر بر اعظم افریقہ میں مقبول ہے۔ چونکہ بر اعظم افریقہ میں چھوٹے چھوٹے ممالک کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے مالکی فقہ کا اتباع کرنے والے ممالک کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ حنبلی فقہ کا اتباع کرنے والے صرف دو ملک ہیں سعودی عرب اور قطر۔
فقہی اعتبار سے مسلم ممالک کی شماریاتی تکرار (Statistical Frequency) درج ذیل ہے:

حنفی	12	ممالک
شافعی	7	ممالک
حنبلی	2	ممالک
مالکی	18	ممالک
جعفری	5	ممالک
کل تعداد	44	ممالک

- طرزِ حکومت

عام تاثریہ ہے کہ مسلم ممالک یاتو قدیم طرز کے بادشاہوں کے زیر نگیں ہیں یا فوجی حکمران وہاں برسر اقتدار ہیں۔

- فی کس قومی پیداوار

فی کس قومی پیداوار کی رو سے مسلم ممالک کی صف میں رئیس ترین (قطر ، کویت، بحرین ، برونئی، سعودی عرب) سے لیکر غریب ترین (افغانستان ، سیرالیون ، جبوتی ، صومالیہ) جیسے ملک موجود ہیں۔

واضح رہے کہ ان تمام اسلامی ممالک میں صرف ایک ملک کا آئین اساسی قرآن اور سنت کی روشنی میں وضع کیا گیا ہے اور وہاں پر اسلامی حکومت قائم ہے وہ اسلامی جمہوری ایران ہے اور باقی ممالک میں مسلمان آبادی اور مسلمان حکمرانوں کی وجہ سے اسلامی ممالک کے نام سے یاد کیا جاتے ہیں۔

ایک اور بات شیعہ جعفری کے حوالے سے بھی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ تشیع دین اسلام ہے اور مکتب جعفری وہی کتاب اور سنت ہے لیکن اس میں اثنی عشری(بارہ امامی) کا لفظ اضافہ کرنا ضروری ہے تاکہ باقی مکاتب جیسے اسماعیلیہ اور واقفیہ جو کہ جعفری کہلاتے

Downloaded From Tajassus.com

ہیں لیکن ولایت اور امامت کا سلسلہ بارہوں امام تک نہیں مانتے ہیں کی علیحدگی واضح ہوجائے-کیونکہ اکثر اصطلاحی شیعوں کی وہ باتیں جو اشتعال انگیز ہوا کرتی ہیں انہیں مکتب جعفری اثنا عشری کے عقیدے کے طور پر پیش کرکے اصلی تشیع کے چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں- جسے شیعہ حراسی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، جوکہ استعمار خاص کر صہیونزم کے اسلامی دشمنی سازشوں کا حصہ ہے- دنیا بھر میں صرف چار ملکوں میں ایران ، عراق ، بحرین اور لبنان میں شیعہ جعفری اثنا عشری یوں کی اکثریت ہے جو ہمیشہ استکبار کے خلاف برسر پیکار رہے ہیں اور ابھی تک صرف ایرانی عوام اپنے ملک سے استکبار کی جڑیں اکھاڑ پھیکنے میں کامیاب ہوئے ہیں اس طرح وہاں اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے-

Downloaded From Tajassus.com